صلوا علیہ وسلموا تسلیما
ہزار ہزار سپاس صمد رب کہ این مسدس وفات شریف حضرت محبوب خدا صلعم مسمیٰ بہ
شام ابد
تصنیف لطیف جناب منشی امیر احمد صاحب امیر ادام اللہ فیضہ
در المطابع المصطفیٰ دار الریاست رامپور
طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب عالم اسباب مین خیر البشر آئی
پردہ جو اولٹ کر وہ شہ بحر و بر آئی
بندون کو خدائی کی تماشی نظر آئی
انوار نبوت جو اودہر تھی ادہر آئی

ہان خوش ہو کہ محبوب کو اللہ نی بھیجا
ناظم طرف ملک شہنشاہ نی بھیجا

بندون پہ عجب پرورش رب صمد ہی
ہمراہ فرشتون کا پرا بھر مدد ہی
ناظم بھی وہ بھیجا ہی جو بی میم احد ہی
جو معجزہ ہی حضرت سلطان کی سند ہی

کی طرفہ عنایت شہ لولاک پہ حق نی

بہ ہست جو تھی بندۂ بت کبر کی ماری
در پردہ بتون نی تھی کبھی اونکو اشاری
لو بت شکن آیا ہی اوٹھی پاؤن ہماری
ذرّون نی صدا دی شجر و سنگ پکاری

مرسل ہی یہ مرسل ہی نبی ہی یہ نبی ہی
کہتی ہین جسی نور الٰہی یہ وہی ہی

یہ نور تھا اوس دم کہ تھا اور کوئی نور
شہ نشینون مین حجابات کی مانند پری نور
دریای عطا مین تھی اونہین تھا یہی نور
جنت مین کبھی سایۂ رحمت مین کبھی نور

پیشانی پہ نور سی قطری جو پسینی مین
جتنی ہین نبی سب اونہین قطرون سی بنی ہین

لوح و قلم و عرش برین روضۂ رضوان
قدسی و ملک کرسی و قصر و متایان
کوثر ہو کہ تسنیم ہو حورین ہون کہ غلمان
افلاک و زمین جن و بشر عالم امکان

سب نی شرف اس مطلع انوار سی پایا
جس نی کہ پایا اسی سرکار سی پایا

بیشک پسر آمنہ ہی صاحب اعجاز
موسیٰ کی طرح اس کی امین مین سر افراز
کسریٰ کا محل پست در زلزلہ ہی باز
وہ کنگرون کی گرنی کی صدا آتی ہی آواز

قحط آئی نہ کفار پہ یہ خوف بڑا ہی
[illegible]

اسلام کا غرا ایمان ہی یہ ناظم نہین زرکش
دل کفر کا توڑیگا یہ بی ناوک ترکش
ستون سی کہوائین ان می خون جگر کش
فرض اسکی اطاعت ہی جو کہین یا دنیہ کش

صلح اس سی کرین تنگ جہا مین نہ وغا کی
جب تک نہین دیکھی ہین ابھی تیغ خدا کی

تو آتی ہی آواز کہ یہ بدر دجی ہی
تو آتی ہی آواز کہ یہ شمس ضحی ہی
تو آتی ہی آواز کہ یہ نور ہدی ہی
تو آتی ہی آواز کہ یہ نور خدا ہی

دنیا مین عجب صاحب سیف و قلم آیا
منہاج کرم کیا کہ سراج قدم آیا

آدم کی خلافت ہی تو اقلیم سلیمان
خلت ہی براہیم کی داؤد کی الحان
عیسی کی عبادت سخن موسی عمران
اور حسن مین پوچہو تو یہ ہی یوسف کنعان

ایوب کا ہی صبر تو یعقوب کی خو ہی
عرفان اتم پہول یہ اوس پہول کی بو ہی

آتشکدہ حسن مین ہی سیال وہ ہین رو
دہشت سی ہر اک کاہن و ساحر کا ہی منہ زرد
تا کہ قدم اسکا نہ شعلہ اکی وہ ہی گرد
دی ساتھ جو اسکا ہی وہی مرد وہی مرد

دشمن ہی جو اسکا وہ عدو رب علا کا
جو دوست ہی اسکا وہی دوست خدا کا

آئینہ ہے آفاق پہ طفلی کی حقیقت
ظاہر ہوئی مرسل سے جو اعجاز نبوت
خالق سے جوانی میں ملا تاج رسالت
اسلام کی اب رونق ہوئی ہونے لگی بیعت
تھی آج جو دس بیس تو کل بڑھ گئی سو سے
ذرات چمکنے لگے خورشید کی ضو سے

گلزار رسالت میں شگفتہ جو ہوا گل
اجزا جو بڑھے دفتر اسلام ہوا گل
مشتاق لقا جمع ہوئے صورت بلبل
لو کہتے ہیں باطل کا حق آیا یہ اٹھا غل
روشن جو ہوئی شمع تو ظلمت گئی صف سے
پروانوں کا انبوہ ہوا چار طرف سے

جو دین میں آیا وہ ہوا صاحب توقیر
آوازۂ اسلام ہوا بسکہ جہانگیر
منہ جس نے کہ پھیرا وہ ہوا طعمۂ شمشیر
تھرا گئے آفاق میں جتنے تھے مشاہیر
گردان جہاں لا نہ سکے تاب وغا کی
جس سمت گئی فتح ہوئی فوج خدا کی

کیا شاہ تھا کیا فوج تھی کیا مجمع امرا
اصحاب وفادار بھی گنتی تھی وفادار
انصار پہ شہ کی نظر لطف تھی ہر جا
آفت میں مصیبت میں ہی یاور و مددگا
خاصان خدا عاشق محبوب الٰہی
سو جان سے آقا پہ تھے وہ فدا [illegible]

راوی کا بیان ہی یہ کتابی ہی روایت
اصحاب میں تھی ایک بڑی صاحب حشمت
تھی لوث معاصی سی مبرّی پاک تھی طینت
عقبیٰ کا شرف تھا انہیں دنیا کی مصیبت
دنیا میں تھا کام اونہیں اور کسی سی
مدہوش تھی وہ ذات مئی عشق نبیؐ سی

زوجہ بھی وفادار کی تھی مومنۂ پاک
زہرا کی ہواخواہ کنیز شہ لولاک
دو طفل صغیر اوسکی کہ محسود مہ افلاک
ماں باپ کی دل اونکی نظارے سی فرحناک
دو پھول وہ دو لال تھی مادر کی نظر میں
دو لالۂ احمر نگہ چشم پدر میں

ماں اونپہ فدا باپ تھا سو جان سی قربان
رحمت کا کیا کرتی تھی اونکی لیے سامان
تھا باپ کا یہ قول کہ ای خالق رحمان
چھوٹی ہیں ابھی ہوں جو بڑی یہ نمایان
چھوڑ آؤں میں ان دونوں کو خدمت میں علیؑ کی
حاصل ہو غلامی انہیں سبطین نبیؐ کی

شوہر سی یہ زوجہ نی کیا تذکرہ اک روز
مشتاق ہی دیدار نبیؐ کا دل پرسوز
دعوت کا ہو سامان تمہیں ہوں شاید شرف اندوز
آئیں جو پیمبرؐ تو ہی طالع فیروز
مشکل ہی مگر صاحب معراج کی دعوت
کاہیکو پسند آئیگی محتاج کی دعوت

شوہر نی کہا شرط ہی انسان کو ارادہ
مین جا کی کرون گا تری خواہش کا اعادہ

کر فکر خدا دی سی تجھی توفیق زیادہ
ہی عام کرم وہان در رحمت ہی کشادہ

کیا دور چلی آئین جو عاجز کی مکان مین
ہی خلق عظیم آپ کا مشہور جہان مین

القصہ ہوئی دعوت محبوب کی تدبیر
خدمت مین محمد کی گیا صاحب توقیر

بازار سی لی ایک چیز ایسی کہ تھی بیر
کی عرض کہ ای خسرو ذیجاہ وجہانگیر

مقبول ہو مجھ عاجز کم زور کی دعوت
منظور سلیمان نی بھی کی مور کی دعوت

زوجہ ہی مری گھر مین جو ای ختم رسالت
لونڈی کو ہی منظور نظر آپ کی دعوت

مدت سی وہ رکھتی ہی تمنای زیارت
ذرّی کی پڑی پر تو خورشید سی حرمت

رکھیبی بندگی نہ کبھی کو حسد ارا
شاہان چہ عجب گر نوازند گدارا

دعوت ہوئی منظور تو خوش خوش وہ گھر آیا
زوجہ کی طرف لیکی جو اچھی خبر آیا

اوڑتا ہوا مانند نسیم سحر آیا
گلزار اوسی کلبہ احزان نظر آیا

شادان ہوئی ایسی خبر خلق نبی سی
پھولی نہ سماتی تھی وہ جامی مین خوشی سی

خوش ہو کے مومن وہ سدھارا گیا جانب بازار
سودا وہ لیا مول جو عورت نے تھا درکار
کی ذبح وہ بکری پھر رضامند ہی غفار
کہانی کی پکائی یہ ہوئی مومنہ طیار
آتا کبھی گوندھا کبھی مطبخ کی خبر لی
آیا جو عرق گود ذرا فیض سے بھر لی

کوئی زن ہمسایہ جو وارد ہوئی اوس دم
خواہاں ہوئی شرکت کی کہ محنت ہو ذرا کم
بولی کہ نہیں کچھ بھی محنت کا نہیں غم
دل آج مرا بلکہ مشقت سے ہے خرم
تکلیف کچھ اس میں نہیں راحت یہ بڑی ہے
کیا آنچ سے دوزخ کی بھی یہ آنچ کڑی ہے

مین جسکی لیے آج پکاتی ہوں یہ کہانا
محبوب الٰہی اوسی کہتا ہے زمانا
دعوت مین مری مدنظر اوسکو ہے آنا
جسکا در دولت ہے دو عالم کا ٹھکانا
آنسو جو وہ بہتے ہین نئی آب ہوا ہے
گلزار براہیم کی آتش مین فضا ہے

کہانی کی پکانی سے جو حاصل ہوئی فرصت
دالان مین پھر فرش بچھایا پئی دعوت
آنکھوں کو کیا فرش بصد حسن عقیدت
وعدہ تھا جو مومن سے تھی وارد ہوئی حضرت
چمکا وہ مکان نور رخ شاہ امم سے
گھر مطلع انوار ہوا فیض قدم سے

دعوت کی تردد مین تہی یہ زوجہ و شوہر
بازی مین نہ بام کبہی تہی کبہی ادہر
اطفال بہی اونکی جو تہی مہر و منور
دیکہا تہا ذبیحی کو دم ذبح مکرر
غفلت سی تہی آمادہ اوسی ہیان پہ دونون
تقلید جو کی کہیل سگئے جان پہ دونون

گہر جا کی جو ڈہونڈہا تو نہین ہاتہ آئین چہریان
اسکی تو چہری اوسکی ہوئی طوق گریبان
باڑہ اونکی اوپی برق کی مانند درخشان
اور اوسکی چہری سی یہ ہوا بسمل و بیجان
گہوارہ بنی اکی اجل سو گئی دونون
مذبوح ذبیحی کی طرح ہوگئی دونون

مادر کا محبت سی لہو جوش مین آیا
قسمت نی یہ سامان لب بام دکہایا
ڈہونڈہا تو بہت پر کہین دونون کو نہ پایا
تڑپی کبہی چہاتی سی کبہی اونکو لگایا
ہر چند کی نالہ کشی ضبط و تحمل تہا
بیساختہ رو اوٹہی کہ مادر ہی کا دل تہا

پہچان کی زوجہ کی صدا اصحاب ایمان
رونی لگی زوجہ تو کہا اوسنی کہ ہان ہان
پہونچا جو لب بام تو دیکہا یہی سامان
چپ چپ کہ پریشان نہو خاطر مہمان
چلا کی اگر تونی غم دل سی بکا کی
دعوت مین خلل آئیگا محبوب خدا کی

کیا ضبط کیا مومنہ نی اشک کیی پاک — اور آئی وہ دونون طرف سید لولاک
دعوت کا جو کھانا تھا چاہو کی فرحناک — ظاہر مین فرحناک تھی باطن مین جگر چاک

خاموش مگر ہاتہون اوچھلتا تھا کلیجا
دونون سی سنبھالی نہ سنبھلتا تھا کلیجا

نازل ہوی جبریل امین حکم خدا سی — دی ختم رسالت کو خبر اونکی قضا سی
حضرت نی کہا مومن با صدق و صفا سی — بیٹون کو بلا دہ ہی تو ہون سیر غذا سی

دیندار نی کی عرض کہ وہ گہر مین نہین ہین
مصروف کسی کہیل مین شاید کہین ہین

ہرچند کیا اوسنی یہ حیلہ یہ بہانا — حضرت نی مگر فرط عطوفت سی نہ مانا
ارشاد ہوا مجھکو بتا اونکا ٹہکانا — بی اونکی نہ کہاؤنگا نہ کہاؤنگا مین کہانا

تنہائی مین کہانون مین یہ عادت نہین مجھکو
بچی نہون تو کہانی مین لذت نہین مجھکو

محبوب دلارام تو اسی ہین مری وہ — کہانا جو مین کہاتا ہون بلا لیتا ہون اونکو
ہر وقت مری ساتہ نہین ہین وہ تو ہی مجہ — تم اپنی ہی لڑکون کو مری پاس بلاؤ

فرزند مری دونون تری نخچۂ وہمین ہین
سمجہون گا مری پاس حسینؑ اور حسنؑ ہین

کھاتا جو کسی طرح سے حضرت نے نہ کھایا
بھیجو وہ دینار ہوا حال سنایا
تشنہ بولی کہ تو بھی سخن لب پہ یہ لایا
جبریل نے پہلی ہی یہ سبب مجھکو بتایا

اندیشہ کچھ اے مومنو بیدار نہیں ہے
مردون کا جلانا ہمیں دشوار نہیں ہے

نام اونکی لیے دو ہی شہ کونین نے آواز
اوٹھ بیٹھے وہ بیمار کہ ہے غم جو صلہ پرواز
بس سو چکی اٹھ اب سے آنکھون کو کھولو ناز
جان آگئی دو تون میں اسی کہتے ہی اعجاز

زندہ ہوی وہ حکمِ شہ عرش نشین سے
عیسیٰ نے بھی دی قُم کی صدا چرخ برین سے

ہنستی ہوی کوٹھی سے وہ بچے اوتر آئی
ماں باپ کی آغوش میں بخت جگر آئی
آنکھیں ہوئیں روشن کہ وہ نورِ نظر آئی
یاقوت تو معدن سے صدف سے گہر آئی

دن پھر گئی اونکی کرمِ خیبر ور اسی
کیا عید محرم میں ہوی فضلِ خدا سی

ای اہلِ عزا اب ہی محل غور کا اسجا
ان پر تو ہوا یہ کرمِ خیبر والا
امت کا جو مہمان تھا احمد کا نواسا
یعنی کہ حسین ابن علی دلبرِ زہرا

کیا جوع و عطش تھی کہ اندھیرا تھا نظر میں
مہمانون کی دعوت تھی یہ جلاد کی گھر میں

شبیر کی فرزند جو تھی اکبر و اصغر
پہ تیر وہ نیزی سی ہوا سر دو ٹکڑہ
اوس روز جو ہوتی شہ کونین ہمیشہ
کرتی لب جان بخش سی زندہ وہ مقرر

مجروح جگر بانو ی دلگیر نہوتی
غش لاشون پہ شبیر کی ہمشیر نہوتی

یہان تک تو روایت کا بیان کلک نی لکھا
منظور ہی اب حال وفات شہ والا
انجام بشر مرگ ہی فانی ہی یہ دنیا
کوئی نہ زمانی مین رہا ہی نہ رہیگا

کیا جانی کوئی کونسی رحلت کی گھڑی ہے
کھینچی ہوی تلوار اجل سر پہ کھڑی ہے

جسکی لیی اللہ نی کی خلقت عالم
جاتا ہے زمانی سی وہ فخر بنی آدم
ایسا جو پیمبر سے ہے خاک نشین ہم
سچ ہی یہ پہننا بھی محرم سی نہین کم

ہر گھر مین ہو سامان عزا غم مین نبی کے
دیندار سیہ پوش ہون ماتم مین نبی کے

لازم ہی کہ دیندار کرین چاک گریبان
اوٹھتا ہی وہ دنیا سی جو ہی باعث امکان
امت سی ہی اب رخصت پیغمبر ذیشان
اس داغ کا مرہم ہی نہ اس دکھ کا درمان

صدمہ سا ہی صدمہ دل جبریل امین پہ
نزدیک ہی افلاک گرین پھٹ کی زمین پہ

ہر حجرے میں اک شور ہے فریاد و بکا کا
ساماں مدینے میں ہے حضرت کی عزا کا
ہر دشت میں ہنگامہ ہے یار و زجرا کا
گلی میں ہے غل کوچے میں ہے محبوب خدا کا

یارب یہ خزاں آئی ہے گلزار پہ کیسی
چھائی ہے اداسی در و دیوار پہ کیسی

بیمار وہ خود ہے جو مسیحای زماں ہے
گلشن کرم و جود کا پامال خزاں ہے
قوت ہے جو ایمان کی وہ بے تاب و تواں ہے
وہ باغ اُجڑتا ہے کہ جو رشک جناں ہے

آثار قیامت کے ہیں ارض و سما میں
تاریک جہاں ہے نظر اہل وفا میں

انوار نبوت سے جہاں ہوتا ہے خالی
کفار کے اشرار کے چہروں پہ بحالی
عشاق نبی ہوتے ہیں بے وارث و والی
اصحاب پہ انصار پہ رات آتی ہے کالی

برپا ہے تلاطم حرم شاہ عرب میں
خورشید چھپا جاتا ہے پردۂ شب میں

جاتا ہے وہ اب جو بیوہ زنوں کا ہے غمخوار
اب کون زمانے میں ہے مسکینوں کا یاور
اُٹھتا ہے یتیموں کا پدر واے مقدر
ٹوٹتی ہے آس شہر میں یہ ہے محشر

صد حیف مٹی زینت پیرایۂ رحمت
وردا سر امت سے اٹھا سایۂ رحمت

لکھا ہی کہ ہجرت کا ہوا سال جو دسوان
اک درد اوٹھا سر مین ہوا حال پریشان
حج کر کی پہری کعبی سی وہ شہ ذیشان
تھی تپ کی یہ شدت کہ نخود تن پہ ہون بیان

صدمہ تہا عجب طرحکا سلطان زمن پر
کیا تاب تہی رکہدی جو کوئی ہاتہ بدن پر

مسجد کی طرف آپ اوسی حال مین آئی
رخصت کا سخن سب سی لب پاک پہ لائی
ہر سو سی فراہم ہوی سب اپنی پرائی
کیا کیا کلمی یاس کی حضرت نی سنائی

تکیہ تہا اونہین خالق عالم کی رضا پر
چہوڑا حرم و آل کو امت کو خدا پر

دو روز تو جبریل نی کی شہ کی عیادت
اور تیسری دن آکی کہا ہی دم رحلت
پوچہا ہی مزاج آپ کا اللہ نی حضرت
آتی ہین ملک الموت جو دین آپ اجازت

منظور شفا ہو تو نہین دیر شفا مین
ہون زیب فزا ورنہ اوبگاہ خدا مین

حضرت نی کہا ہین ہم ان فقط تابع فرمان
بولی ملک الموت سی پہر وہ شہ ذیشان
میری وہ رضا ہی جو رضامندی رحمان
ہان کام کرو اپنا کہ یہ مشکل ہی ہو آسان

جنت کو گئی چہوڑ دیا دار فنا کو
آباد کیا آپ نی اقلیم بقا کو

تھی نور خدا نور خدا مین ہوی شامل
کیا مرتبہ قرب ہوا آپ کو حاصل
کیا راہ تھی ہوتی ہی روان ملگئی منزل
نقطی کی طرح دائری مین ہو گئی داخل
ممکن نہین اب ہیچ جدا ہو لب بہوسی
کیا رنگ تھا رنگ مین بو ملگئی بو سی

دلہای زنان بنی ہاشم تہ و بالا
کرتی تھی کوئی آہ کسی لب پہ تھا نالا
سبطین کا باقی نہ رہا پاسنی والا
کہتی تھی کہ جو مرضی اللہ تعالیٰ
کہتی ہوئی غربت پہ مرنج و تعب آئی
خاتون قیامت پہ یتیمی کی شب آئی

فرماتی تہین رو رو کی کہ دیکھو مری حالت
ہوتا ہین حسنین وہ رو دا سرہ ہی حضرت
بچپن سی مری تمکو نہایت تھی محبت
اسوقت نہین ہوتی ہی کیون اپنی عنایت
سجہ مان سی پہ روٹھی ہین مناتی نہین انکو
اب سینۂ اقدس سی لگاتی نہین انکو

بہوکی ہہ ہوی ہین انہین کچہ لاکی کہلاو
پیاسی ہین نہایت انہین پانی تو پلاو
چہرسی ذرا گوشۂ چادر تو ہٹاو
ماتم ہین پہ بیتاب ہین منہ انکو دکہاو
ہین خاک بسر گرد ہین پہ چاند اٹہی ہین
منہ لال تماچون سی ہین گرتی ہی اٹہی ہین

ہر ایک محل مین تھی بپا شورش محشر
چہرون پہ ملی خاک نہایت ہوئین مضطر
بالون کو پریشان کیا کھولی ہی سر
اتنا بھی نہین ہوش کہ کب گر گئی چادر
آفت کی قیامت کی مصیبت کی گھڑی تھی
جو بی بی تھی سائی کی طرح غش مین پڑی تھی

تھی بین غشی مین کہ جہان ہو گیا خالی
سامان رنڈاپی کا ہوا کیسی نکالی
افسوس کہ ہم ہو گئی بی وارث و والی
آئی ہی فقیری کفنی پہنین گی کالی
کیا دیکھی خطا ہمسی کہ منھ موڑ گئی تم
اتنا تو کہو کیون ہمین چھوڑ گئی تم

اصحاب کی نالون سی ہوا حشر نمایان
محراب کی رونق گئی مسجد ہوئی ویران
عمامی گری سر سی کیی چاک گریبان
بیوارث و والی ہوئی جتنی تھی مسلمان
تھا ہوش کسی کو نہ غم خیر بشر سی
دیوار سی ٹکراتی تھی سر کوئی کبھی در سی

دریا تھا ہر اک دیدۂ نمناک سی جاری
کہتی تھی کہ دم بھر مین اب بیت ہی ہماری
تا عرش گیا غلغلۂ نالہ و زاری
جی جائین ہم آجائی اگر موت ہماری
ای کاش کرین ہم بھی سفر ملک بقا کا
دامن نہ چھٹی ہاتھ سی محبوب خدا کا

خاموش اسیر اب کہ نہین طول کا ہنگام
کافی ہی یہی تذکرۂ شاہ خوش انجام

خالق سی دعا مانگ کہ یا خالق علام
دنیا مین بھی عقبی مین بھی مرے سب بنین کام

تا زیست ہون الفت محبوب خدا مین
دم نکلی مرا ختم رسالت کی ولا مین

مانگون جو دعا ہو وہ اجابت سی ہم آغوش
جو بار مری سر پہ ہین کر سب ہی سبکدوش

جبتک مین جیون نعمت تری کر نہ فراموش
محشر مین جو اٹھون تو تری عشق کا ہو جوش

محبوب کا مداح لقب حشر مین پاؤن
جو کچہ نہ یہان پاؤن وہ سب حشر مین پاؤن

یارب مری محسن مری مالک مری آقا
یارب مری مان باپ بہن بہائی شناسا

یارب مری استاد و تلامیذ و احبا
یارب مری اہل او عیال اور اعزا

سب بخشدیے جائین نہو ایک سی پرسش
کچہ بد سی نہ پرسش ہو نہ کچہ نیک سی پرسش

زندان مصیبت سی چہٹرا حشر مین سب کو
آئی تری رحمت کی ہوا حشر مین سب کو

دیدار میسر ہو ترا حشر مین سب کو
یہ جام عنایت ہو عطا حشر مین سب کو

مقبول ہون یارب مری جتنی ہین دعائین
آگی تری رحمت کی یہ کتنی ہین دعائین

خاتمۃ الطبع

بحمد اللہ کہ اس زمانے مین دو مسدس ایک جسکا نام شام ابدی بیان وفات شریف حضرت خاتم المرسلین مین اور دوسرا وہ جسکا نام صبح ازلی ہی ذکر ولادت حضرت خیر الاولین و الآخرین مین شاعر اعجاز تقریر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر سلمہ اللہ تعالیٰ یدی نی علاوہ ذکر شاہ انبیا مسدس مصنفۂ و مطبوعۂ سابق کی جدید تصنیف فرمای اور ماہ ربیع الآخرہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری مین قلم جواہر رقم خوشنویس خفی و جلی شیخ حسن علی صاحب بریلوی نے لکھہ کر تحریر و طبع کی جوہر دکھای * * * * * * *

تمت